132479 ـ طلاق كى عدت سے خاوند فوت ہونے كى عدت زيادہ ہونے ميں حكمت

سوال

مطلقہ عورت كى عدت سے بيوہ كى عدت زيادہ ہونے ميں كيا حكمت پائى جاتى ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ سبحانہ و تعالى نے مطلقہ اور بيوہ عورت كے ليے عدت فرض كرتے ہوئے فرمايا ہے:

اور طلاق يافتہ عورتيں تين حيض تك اپنے آپ كو روكے ركھيں البقرۃ (228).

اور فرمان بارى تعالى ہے:

اور تم ميں سے جو لوگ فوت ہو جائيں اور اپنى بيوياں چھوڑ جائيں تو وہ بيوياں چار ماہ دس دن تك انتظار كريں البقرۃ (234).

اگر مسلمان شخص كو حكمت معلوم نہ بھى ہو تو بھى مسلمان شخص پر سمع و اطاعت واجب ہے، اور اسے وحى كى نصوص اور احكام شرعيہ كو تسليم كرنا چاہيے .

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

تيرے رب كى قسم يہ لوگ اس وقت تك مومن ہى نہيں ہو سكتے حتى كہ وہ آپس كے اختلافات ميں آپ كو حاكم نہ مان ليں، اور پھر آپ ان ميں جو فيصلہ كريں وہ اس كے متعلق اپنے دل ميں كوئى تنگى محسوس نہ كرتے ہوں، اور اسے پورى طرح تسليم كريں تسليم كرنا النساء (65).

اور ايك مقام پر اللہ رب العزت كا فرمان ہے:

جب ايمان والے اللہ اور اس كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم كى طرف بلائے جائيں تا كہ وہ ان كے درميان فيصلہ كرے ان كى بات يہى ہوتى ہے كہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت كى اور يہى لوگ فلاح پانے والے ہيں النور (51).

اور ايك مقام پر اللہ تعالى كا فرمان ہے:

اور کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ تعالی اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملے کا فیصلے کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں کوئی اختیار باقی ہو، اور جو کوئی اللہ اور اس رسول کی نافرمانی کریگا تو وہ یقینا گمراہ ہوگیا اور واضح گمراہ ہونا الاحزاب (36).

اور یہ احکام کی علت بیان کرنے سے منع نہیں کرتا، اہل علم حضرات نے عدت کی کئی ایک علتیں بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں ان علتوں کو بیان کرنے میں یہاں کوئی مانع نہیں اس لیے ہم چند ایک علتیں ذیل میں بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں:

1 ـ اللہ سبحانہ و تعالی کے حکم پر عمل کر کے اللہ کی عبادت ہوگی، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے مومن عورتوں کو عدت گزارنے کا حکم دیا ہے.

2 ـ اس عدت سے استبراء رحم ہو جاتا ہے اور یہ علم ہو جاتا ہے کہ حمل نہیں؛ تا کہ نسب میں اختلاط نہ ہو جائے.

3 ـ طلاق میں خاوند اور بیوی کو آپس میں رجوع کے ذریعہ ازدواجی زندگی میں واپس آنے کا موقع فراہم کرنا.

4 ـ نکاح جیسے عظیم معاملہ کی عظمت اور اہم ہونا کیونکہ طلاق کے لیے ایک طویل مدت اور عرصہ کا انتظار کرنا پڑتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا یعنی عدت نہ ہوتی تو یہ بچوں کے کھیل کی جگہ لے لیتا کہ نکاح ہوتا اور ایک ہی لمحہ میں نکاح ختم بھی ہو جاتا.

5 ـ خاوند کی فضیلت و احسان کا اعتراف کرتے ہوئے خاوند کی وفات کے بعد غم و پریشانی کا اظہار.

بیوہ کی عدت میں درج ذیل اشیاء کا اضافہ ہوگا:

ـ جب خاوند فوت ہونے میں فراق عظیم تھا تو اس سے وفائی کی مدت بھی طویل ٹھری.

ـ بیوہ کی عدت میں اتنی مدت رکھی گئی ہے جس میں بچہ پیٹ میں واضح حرکت کرنے لگتا ہے، تا کہ نسب کی حفاظت ہو سکے، طلاق میں تو اتنی مدت رکھی گئی جس سے برات رحم ہو جو کہ ظنی دلالت تھی؛ کیونکہ طلاق دینے والا شخص اپنی طلاق یافتہ بیوی کی حالت طہر اور حیض سے معلوم کر سکتا ہے، اور اسے طلاق سے قبل بھی اس کے قریب جانے کی حالت کا علم ہے؛ لیکن میت کے لیے ایسا نہیں؛ اس لیے چار ماہ سے دس دن زائد اس لیے کئے گئے تا کہ بچہ میں جو حرکت ہو وہ واضح معلوم ہو جائے؛ کیونکہ بچہ کمزور یا طاقت وار ہونے کے اعتبار سے حرکت میں بھی تاخیر یا جلدی ہو سکتی ہے.

ـ فوتگی کی بنا پر حاصل ہونے والی پریشانی و غم بہت عظیم اور زیادہ ہوتی ہے جو تین مہینوں سے بھی زائد پر محیط ہے، اگرچہ اس مدت میں رحم کی برات تو ہو جاتی ہے؛ لیکن غم و پریشانی اور تکلیف سے بری ہونے کے لیے تو

اس سے بھی زیادہ مدت اور عرصہ درکار ہے.

- اگر بیوہ خاوند ہونے کے بعد اپنی شادی جلدی کر لے تو خاوند کے خاندان والوں کو برا لگےگا اور وہ اس عورت کے متعلق مختلف قسم کی سوچیں سوچنے لگیں گے کہیں اس عورت نے ہی تو ان کے بیٹے کو کچھ نہیں کر دیا تھا، اور وہ کہیں دوسری جگہ شادی کرنا چاہتی تھی، اس لیے خاوند سے وفاداری اور اس پر غم بھی اتنی طویل عدت میں ہی ہے.

- اگر مطلقہ عورت کو بچہ پیدا ہو جائے تو طلاق دینے والے شخص کے لیے لعان کر کے اس بچے کی نفی کرنا اور اس عورت کو جھوٹا کہنا ممکن ہے، لیکن میت کے متعلق ایسا نہیں ہو سکتا، ہو سکتا ہے اس بیوہ عورت کا بچہ پیدا ہو اور وہ اس کی نسبت میت کی طرف کر دے، اس لیے بیوہ کے لیے احتیاطا اتنی طویل عدت رکھی گئی ہے.

پھر دوسری بات یہ بھی ہے کہ جاہلیت میں تو بیوہ عورت اس سے بھی زیادہ عرصہ بیٹھی رہتی اور عدت گزارتی تھی.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" چار ماہ دس دن کی عدت میں حکمت یہ ہے کہ یہ پہلے خاوند کے حق کی حفاظت ہے، اسی لیے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق بہت عظیم تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں ساری زندگی امت کے لیے حرام ٹھریں، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی دوسروں کے لیے چار ماہ دس دن کافی ہیں. واللہ اعلم.

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عدت چار ماہ دس دن کیوں رکھی گئی ہے ؟

جواب یہ ہے کہ:

چارہ ماہ سال کا ایک تہائی ہے، اور دس دن مہینہ کا ایک تہائی بنتے ہیں، حدیث میں وارد ہے:

" ایک تہائی، اور ایک تہائی بہت زیادہ ہے "

دور جاہلیت میں عورتیں گندے ترین گھر میں ایک برس تک عدت بسر کرتی تھیں، اس کے لیے گھر کے ایک کونے میں چھوٹا سا خیمہ لگا دیا جاتا جس میں وہ دن رات بیٹھی رہتی، نہ تو غسل کرتی اور نہ ہی جسم کی صفائی، ایک برس تک ایسے ہی رہتی تھی، گرمی و سردی ایسے ہی گزر جاتی.

جب سال بعد باہر نکلتی تو وہ ایک چڑیا یا مرغی لا کر اس کے سامنے رکھتے تو وہ اس پر ہاتھ پھیرتی اس کے بعد وہ عدت والی گندی اور بدبودار تعفن والی جگہ سے باہر نکلتی تھی، اور وہ زمین سے مینگنی اٹھا کر پھینک دیتی، گویا کہ زبان حال سے یہ کہہ رہی ہوتی:

میرے لیے اس عرصہ میں جو تنگی اور مصیبت آئی وہ اس مینگنی کے برابر تھی!

لیکن الحمد للہ دین اسلام نے اس طویل اور لمبی مدت کی بجائے تھوڑی سی مدت عدت مرقرر کرتے ہوئے چارہ ماہ دس دن رکھے.

پھر کیا دین اسلام نے اسے صفائی ستھرائی کرنے سے روکا ہے یا نہیں ؟

نہیں عورت کو اس عرصہ میں صفائی ستھرائی سے منع نہیں کیا، جس طرح چاہے صفائی کرے؛ اور جو چاہے لباس زیب تن کرے؛ صرف اسے خوبصورتی اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے اور بےپردگی مت کرے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع على زاد المستقنع (13 / 348 - 349).

مزیدمعلومات کے لیے آپ المغنى (11 / 224) اور المجموع (19 / 433) اور التحرير و التنوير ابن عاشور (2 / 421 - 422) اور تفسير المنار (2 / 416 - 417) اور روائع البيان في تفسير آيات الاحكام (1 / 343) کا مطالعہ ضرور کریں.

مزید تفصیلات کے لیے آپ سوال نمبر (81139) کے جواب کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .